

نے اسے بہار کا سماں بتایا۔ اس سے ظاہر ہے کہ جس صحرا کی وہ خاک چھانتا رہا،
وہاں روشیدگی سرے سے ناپید تھی۔ اور جہاں ممدولی سی روشیدگی معلوم ہوئی،
اسے حقیقی حالت سے بے پروا ہو کر بہار قرار دے دیا۔

۳۔ ظاہر ہے کہ جب گھر میں ویرانی کمال پر پہنچ گئی تو شاعر کہتا ہے کہ اس
حالت میں صحرا گردی کی کیا ضرورت باقی رہی؟
۴۔ اس شعر کا طنز کسی تصریح کا محتاج نہیں۔

مولانا طباطبائی فرماتے ہیں: "اس شعر میں بیان و بدیع کی کوئی خوبی نہیں،
لیکن صاف صاف لفظوں میں حالت دیوانگی کی ایسی تصویر کھینچی ہے کہ جواب نہیں۔"

شرح :

سادگی پر اس کی مر جانے کی حسرت دل میں ہے

یہ حسرت برابر رہی

بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کفِ قاتل میں ہے

اور اب تک ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا

کہ ہم اس کی سادگی

پر جان دے دیں

میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

اور گلا کاٹ کر مر

جائیں۔ مصیبت یہ

گرچہ ہے کس کس برائی سے ولے بہاں ہمہ

ہے کہ جب کبھی ہم

ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اس محفل میں ہے

نے ایسا ارادہ کیا

اس نے خنجر اٹھا

بس ہجومِ ناامیدی خاک میں مل جائے گی

لیا، یعنی سادگی

یہ جو اک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے

ختم ہو گئی اور ہماری

حسرت دل ہی میں

رنج رہ کیوں کھینچے؟ واما ندگی سے عشق ہے

رہی۔ اب خیال تھا

اٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے